Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The reasons for atheism, its effects, and its refutation in the Quranic and intellectual perspective

الحاد کی وجوہات، اثرات اور قرآنی وفکری تناظر میں اس کارد

Muhammad Amdad Ullah
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
iu484090@gmail.com
Dr Farhadullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
dr.farhadullah@kust.edu.pk
Dr. Zia Ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
mzrehman84@yahoo.com ziaurrahman@kust.edu.pk

Abstract
The paper examines the concept of atheism (al-Ilḥād) in terms of its linguistic origin, history, and recent practices with a focus on its influence on Muslim communities. Atheism, which initially meant deviation or rejection of the straight way has developed into a controlled rejection of God, revelation and the afterlife. The studies trace their origins to the work of philosophers of the West, materialism, humanism and popularization of Darwinism theory of evolution, which provided atheism with a system of ideas. The article has pointed out the role of the digital age especially the emergence of the internet and social media which has increased the speed of atheistic thought dissemination throughout the world. The act of decontextualizing the Quranic verses and falsifying the religious ideas and posing science as an alternative to Gods revelation has made inroads into the lives of young people, particularly those who are not well grounded in religion. The paper divides atheism into intellectual atheism, which is based on the abuse of reason and science; and psychological atheism, which is based on irrational desires and denial of moral prohibitions. Other differences like absolute atheism, naturalistic atheism, and practical atheism are also addressed. The most significant reasons are considered to be the misinterpretation of scientific advancement, the impact of the Western philosophy, the moral and practical contradictions within the religious representatives, the absence of religious

education, and the negligence of parents in the upbringing process. Also, materialism, invasion of western culture and the insufficiency of the Islamic institutes in answering the questions of the modern times have all helped in this increasing trend. The study points out that to legitimize against atheism; rational arguments are not enough, but spiritual healing and moral reforms are also needed. The Quran and Sunnah give thorough answers to all objections and it has been established that science applied properly does not contradict but completes the revelation of God. Furthermore, the development of children based on a sound religious and intellectual base, the formation of a moral character and the use of modern media as the means to develop the authentic Islamic discourse are the necessary solutions. Finally, the paper comes to the conclusion that atheism is not the rejection of God but a more spiritual and intellectual perversion. The real remedy is the rediscovery of Quranic knowledge, the quality of synthesizing religion and knowledge and the actual practicing of what Islam teaches on individual and communal life. Without such actions, societies can only protect themselves against the devastating tides of atheism and be spiritually withstanding.

Keywords: *Atheism, Qur'an, Modernity, Materialism, Philosophy, Education, Faith Crisis*

الحاد کا تعارف

الحاد (Atheism) ایک ایسا فکری و اعتقادی رویہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود، وحی، رسالت اور آخرت جیسے بنیادی عقائد کا انکار کرتا ہے۔ لغوی اعتبار سے الحاد کا مطلب ہے "کسی راستے سے ہٹ جانا یا انحراف کرنا"۔ اسی مناسبت سے قبر کے ایک کونے کو "لحد" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک طرف کو مڑا ہوا ہوتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں الحاد کا مفہوم دینِ اسلام سے منہ موڑنا، حقائقِ الوہیت کا انکار کرنا اور باطل نظریات کی طرف رجوع کرنا ہے۔

تاریخی طور پر الحاد کبھی بھی انسانی معاشرے میں غالب فکر نہیں رہا۔ قدیم ادوار میں اکثریت یا توتوحید پر یا شرک پر یقین رکھتی تھی۔ تاہم جدید دور میں فلسفیانہ تحریکات، مادہ پرستی اور سائنسی انکشافات کی غلط تعبیرات نے الحاد کو ایک منظم فکر کی شکل دے دی۔ خاص طور پر چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے الحادی سوچ کو تقویت پہنچائی اور اسے مذہب کے خلاف ایک مضبوط دلیل کے طور پر پیش کیا گیا۔

موجودہ دور میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے الحاد کو عالمی سطح پر پھیلانے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ نوجوان نسل کو ایسے دلائل اور پروپیگنڈے کا سامنا ہے جو بظاہر سائنسی اور منطقی دکھائی دیتے ہیں لیکن در حقیقت ان میں علمی مغالطے اور سیاق وسباق سے ہٹے ہوئے استدلال شامل ہوتے ہیں۔ اس فکری لہر نے مذہب بیزاری اور خدا کے انکار کو روشن خیالی اور جدیدیت کے نام پر فروغ دیا ہے۔

الغرض، الحاد محض ایک عقیدے کا انکار نہیں بلکہ ایک فکری، روحانی اور اخلاقی انحراف ہے۔ اس کے اثرات صرف فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کی فکری بنیادوں کو متزلزل کر دیتے ہیں۔ اسی لیے اس کے رد اور علاج کے لیے نہ صرف عقلی و علمی دلائل بلکہ روحانی اصلاح اور دینی تربیت بھی ناگزیر ہے۔

الحاد: لغوی، اصطلاحی معنی

"الحاد" کا لفظ لغت میں کسی چیز سے ہٹنے، مڑ جانے یا انحراف کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے عربی لغت المنجد میں بھی یہی معنی درج ہیں۔

اسی طرح الحاد کا لغوی معنی بعض نے یہ کیا ہے کہ "ٹیڑھا ہونا"، اور شرعی اصطلاح میں اللہ کے وجود یا دین کے بنیادی عقائد کا انکار کرنا۔ الحاد کی جڑیں جدید سائنسی مادہ پرستی، ہیومنزم، اور مغربی فلسفے میں ملتی ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ارشاد ہے:

الإِلْحَادُ فِي الأَصْلِ: مُطْلَقُ المَيْلِ وَالانْحِرَافِ، وَمِنْهُ اللَّحْدُ؛ لِأَنَّهُ فِي جَانِبِ القَبْرِ. [1]

یعنی "الحاد" بنیادی طور پر ہر طرح کے جھکاؤ یا سیدھے راستے سے ہٹنے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قبر کے اندر جو بغلی جگہ بنائی جاتی ہے، اسے "لحد" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک طرف کو ڈھلکی ہوتی ہے۔

تفسیر قرطبی میں بھی اسی طرح ذکر ہے:

الإِلْحَادُ: المَيْلُ وَالعُدُولُ، وَمِنْهُ اللَّحْدُ فِي القَبْرِ، لِأَنَّهُ مَيْلٌ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ. [2]

اس کا مفہوم یہ ہے کہ الحاد سے مراد ہے کسی چیز کی طرف مائل ہونا یا رخ موڑ لینا، اور اسی معنی کی وجہ سے قبر کے بغلی خانے کو لحد کہتے ہیں کیونکہ وہ ایک طرف مڑا ہوا ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم

دینی اصطلاح میں "الحاد" خاص طور پر دین سے انکار یا دین کی سیدھی راہ چھوڑ دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عرف میں جب اس لفظ کا ذکر ہوتا ہے تو اس کا مفہوم دین کے خلاف انحراف اور باطل کی طرف رجوع مراد ہوتا ہے، نہ کہ عمومی طور پر کسی بھی انحراف کا۔

تفسیر کبیر میں ذکر ہے:

فَالْمُلْحِدُ هُوَ المُنْحَرِفُ، ثُمَّ بِحُكْمِ العُرْفِ اخْتَصَّ بِالمُنْحَرِفِ عَنِ الحَقِّ إِلَى البَاطِلِ [3]

یعنی اصل میں "ملحد" ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو راہِ راست چھوڑ دے، مگر عمومی استعمال میں یہ لفظ خاص اس کے لیے بولا جاتا ہے جو حق سے ہٹ کر باطل کی طرف جاتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں بھی یہی فرمایا گیا:

ثُمَّ خُصَّ فِي العُرْفِ بِالانْحِرَافِ عَنِ الحَقِّ إِلَى البَاطِلِ، أَيْ يَمِيلُونَ عَنِ الاسْتِقَامَةِ. [4]

اس کا مطلب ہے کہ عرف میں اس لفظ کو ان لوگوں کے لیے خاص کر دیا گیا ہے جو سیدھی راہ چھوڑ کر باطل کے راستے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

الحاد کی ابتدا

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ الحاد قدیم ادوار میں بھی مختلف معاشروں میں کسی نہ کسی حد تک موجود تھا، لیکن یہ کبھی مضبوط یا غالب نظریہ نہیں بن سکا۔ انسانوں کی اکثریت ہمیشہ یا تو توحید پر یقین رکھتی رہی یا شرک پر۔ چند مخصوص فلسفیوں اور ان کے پیروکاروں کے علاوہ، تاریخ میں اکثر لوگ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے وجود کو تسلیم کرتے رہے۔

ابتدائی ادوار میں انبیاء علیہم السلام کی محنت، دعوت اور تبلیغ کی وجہ سے الحاد کو زیادہ وسعت نہیں مل سکی، کیونکہ ملحدین خود اپنے نظریات کی کھلے عام تبلیغ نہیں کرتے تھے۔

---

[1] روح البیان، سورہ حٰم السجدہ: 40

[2] القرطبی، سورہ حٰم السجدہ: 40

[3] تفسیر کبیر، سورہ حٰم السجدہ: 40

[4] روح البیان، سورہ حٰم السجدہ: 40

جدید الحاد کی بنیاد

جب چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو پذیرائی ملی، تو اس نے الحاد کو ایک منظّم فلسفے کی شکل دے دی۔ اس نظریے کو الحادی فکر کی بنیاد مانا جانے لگا، اور گویا ڈارون کو ان کے نزدیک "نبی" کا مقام حاصل ہو گیا۔

اس دور میں بڑی تعداد میں تعلیم یافتہ افراد مذہب کو ترک کر کے الحاد کی طرف راغب ہوئے۔ ڈارون کے نظریے نے خدا کے وجود، رسالت اور آخرت جیسے بنیادی عقائد پر زبردست ضرب لگائی، جس سے مذہبی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں۔

موجودہ دور کا الحاد

نوے کی دہائی میں انٹرنیٹ کے آغاز نے الحاد کے پھیلاؤ کو ایک نئی جہت دے دی۔ انٹرنیٹ کی وساطت سے الحادی افکار کو آسانی سے دنیا بھر میں پھیلایا جانے لگا۔ سوشل میڈیا پر جھوٹی اور تحریف شدہ معلومات پھیلانا آسان ہوا، جس کا ملحدین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

قرآن اور احادیث کی آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کرنا، اور اپنے من پسند معنی نکال کر دین پر حملے کرنا اسی دور کا خاصہ ہے۔

الحاد کی اقسام

علمی الحاد

اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو خدا کو اپنی ظاہری حواس یا سائنسی تجربات کے ذریعے جاننا چاہتے ہیں، اور جب انہیں ایسا نہ ملے تو وہ خدا کے وجود ہی کا انکار کر دیتے ہیں۔ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عقل کو صحیح طور پر استعمال نہیں کیا اور ذاتِ باری تعالیٰ کی معرفت میں گہرائی سے غور نہیں کیا، جس کے نتیجے میں وہ گمراہی کا شکار ہو گئے۔

نفسانی الحاد

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی خواہشات اور نفس کی پیروی میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ مذہبی تعلیمات انہیں بوجھ لگنے لگتی ہیں۔ چنانچہ اپنی خواہشات کو آزاد چھوڑنے کے لیے وہ دین کو چھوڑ کر الحاد اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے اصل مقصد دلیل یا منطق نہیں، بلکہ اپنی خواہشات کو جواز دینا ہوتا ہے۔ ان کی مثال قرآن کے الفاظ میں نجس جانور جیسی ہے۔

الحاد کا رد اور اس کا علاج

الحاد کا رد اور اس کا علاج، دونوں مختلف چیزیں ہیں۔

رد کا مطلب ہے ان کے اعتراضات کو توڑنا اور ان کے فتنوں کو کم کرنا، لیکن اس سے وہ ایمان میں داخل نہیں ہوتے۔

جبکہ علاج کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دل و دماغ کو قائل کر کے انہیں دین کی طرف مائل کیا جائے۔ یہ عمل صرف عقلی دلائل سے نہیں بلکہ روحانی اور قلبی طریقے سے ممکن ہے۔

الحاد کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ ان کے ہر سوال کا احسن جواب دیا جائے اور اسلام کی طرف محبت بھرے انداز میں دعوت دی جائے۔

اسی طرح معاشرے میں اس فتنے کی نشاندہی کی جائے، لوگوں کو اس کے خطرات سے آگاہ کیا جائے، اور دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔

بچوں کی تربیت شروع سے ایسی کی جائے کہ وہ بڑے ہو کر دین پر سوال نہ اٹھائیں بلکہ پہلے سے انہیں دین کے بنیادی جوابات معلوم ہوں۔

خلاصہ

"الحاد" محض انکار کا نام نہیں، بلکہ دین سے دوری، حق سے انحراف، اور خواہشات کی پیروی ہے۔ اس کے مقابلے کے لیے علمی دلائل کے ساتھ ساتھ روحانی اصلاح اور دینی تربیت بے حد ضروری ہے، تاکہ معاشرے کو اس فتنۂ الحاد سے محفوظ رکھا جا سکے۔

الحاد کی مزید اقسام

الحاد کی مزید اقسام بھی بن سکتی ہیں۔ یا یوں کہے کہ الحاد کو اس طرح بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

خالص الحاد:

براہِ راست اللہ کے وجود اور ہر قسم کے ماورائی حقیقت کے انکار پر مبنی۔

نامیاتی الحاد:

فطرت اور سائنس کو سب کچھ ماننے والا نظریہ، جو خدا کو غیر ضروری تصور کرتا ہے۔

عملی الحاد:

ظاہری طور پر اللہ کو ماننا، مگر عملی زندگی میں اس کا انکار کرنا۔

الحاد کے چند اسباب

موجودہ دور میں الحاد کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں حصر استقرائی کے طور پر چند ایک ذکر کرتا ہوں۔

1 . سائنسی ترقی اور اس کی غلط تشریحات

جدید دور میں سائنسی ترقی نے انسانی زندگی کو بے پناہ سہولتیں فراہم کی ہیں۔ تحقیق اور جستجو کی بدولت انسان نے زمین و آسمان کے کئی رازوں کو کھولا اور زندگی کو آسان بنانے کے لیے ایسے طریقے دریافت کیے جو پہلے محض خواب تصور ہوتے تھے۔ لیکن اس ترقی کے ساتھ ساتھ ایک بڑا فتنہ یہ پیدا ہوا کہ بعض مفکرین اور فلسفیوں نے سائنس کو خدا اور مذہب کے انکار کے لیے بنیاد بنا لیا۔ نوجوان نسل، جو جستجو اور تجسّس کی فطرت رکھتی ہے، ان دلائل کے زیرِ اثر دین سے دور اور الحاد کی طرف مائل ہو گئی۔

قرآنِ کریم نے بارہا یہ واضح کیا کہ کائنات کی تخلیق، اس کی ترتیب اور قوانین انسان کو خالق کی عظمت اور قدرت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ [5]

اس کا ترجمہ ہے: ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں بھی اور ان کے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) ہی حق ہے۔

استدلال:

یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ سائنسی تحقیق اللہ کی نشانیوں کو مزید واضح کرتی ہے، نہ کہ انکار کی دلیل بنتی ہے۔ لیکن جدید دور میں کچھ سائنسدان اور ملحدین نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ چونکہ بہت سے مظاہر کو سائنسی اصولوں سے سمجھا جا سکتا ہے، لہٰذا خدا کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ ایک علمی مغالطہ ہے جسے قرآن نے پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ انسان اپنی عقل سے ہر چیز کو مکمل نہیں سمجھ سکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَتَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ[6]

"اللہ کی مخلوقات میں غور و فکر کرو، لیکن اللہ کی ذات میں غور نہ کرو۔"

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ تحقیق اور جستجو کی حدود کیا ہونی چاہییں۔ سائنس اللہ کی نشانیوں کو سمجھنے کا ذریعہ ہے، لیکن جب یہی سائنس غرور اور انکار کا ذریعہ بن جائے تو یہ گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔

---

[5](فصلت:53)

[6](طبرانی، المعجم الأوسط:9222)

امام غزالی رحمہ اللہ نے تہافۃالفلاسفہ اور احیاء علوم الدین میں اس بات کو واضح کیا کہ عقل اور فلسفہ اللہ کی معرفت کا ذریعہ بن سکتے ہیں، لیکن جب انسان اپنی عقل کو وحی سے بلند کر دیتا ہے تو یہ اسے ضلالت اور کفر کی طرف لے جاتے ہیں (احیاء علوم الدین، ج1، ص24)۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے درء تعارض العقل والنقل میں یہ وضاحت کی کہ وحی اور عقل میں کوئی حقیقی تضاد نہیں۔ اگر عقل درست استعمال ہو تو وہ وحی کے تابع رہتی ہے، لیکن جب انسان اپنی ناقص عقل کو معیارِ حق بنالیتا ہے تو وہ حقیقت سے بھٹک جاتا ہے۔

اصلاحی پہلو کے طور پر یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے تعلیمی نصاب میں یہ واضح کیا جائے کہ سائنس اللہ کی قدرت کا مظہر ہے، نہ کہ اس کا انکار۔ نوجوانوں کو یہ سکھانا ہوگا کہ سائنس اور دین ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسے علماء و محققین نے بارہا یہ وضاحت کی کہ سائنسی ترقی قرآن کی سچائی کو مزید واضح کرتی ہے۔

2 . سوشل میڈیا پر الحادی مواد کی بھرمار

سوشل میڈیا کے دور نے دنیا کو ایک گلوبل ویلیج بنادیا ہے۔ ایک طرف یہ معلومات اور رابطے کا بہترین ذریعہ ہے، لیکن دوسری طرف یہ الحادی نظریات کے فروغ کا سب سے بڑا پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ یوٹیوب، فیس بک، ٹوئٹر اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز پر ایسے مواد کی بھرمار ہے جو مذہب، اللہ اور آسمانی کتابوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ نوجوان، جو تحقیق اور تجسّس کی فطرت رکھتے ہیں، ان مواد سے متاثر ہو کر الحادی سوچ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید نے خبر اور معلومات کی تحقیق پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا [7]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو۔"

یہ آیت سوشل میڈیا کے دور میں مزید اہمیت اختیار کر چکی ہے، جہاں جھوٹی اور گمراہ کن معلومات لمحوں میں لاکھوں لوگوں تک پہنچ جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا:

كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ [8]

"یہی کافی ہے کہ آدمی جھوٹا قرار پائے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے۔"

یہی کیفیت آج کے نوجوانوں کی ہے کہ وہ تحقیق کیے بغیر ہر چیز کو قبول کر لیتے ہیں اور پھر انہی باتوں کو دوسروں تک پھیلاتے ہیں۔ علماء نے بھی بارہا خبردار کیا ہے کہ الحادی ویب سائٹس اور ویڈیوز نہ صرف دین کا انکار کرتی ہیں بلکہ نوجوانوں کے ذہن میں ایسا زہر بھر دیتی ہیں کہ وہ دین کو دقیانوسی اور غیر علمی سمجھنے لگتے ہیں۔

- اصلاحی اقدامات کے طور پر یہ ضروری ہے کہ:
- اسلامی اسکالرز جدید میڈیا کا استعمال کر کے مثبت اور مدلل مواد فراہم کریں۔
- نوجوانوں کو تحقیق اور تنقیدی سوچ کی تربیت دی جائے۔
- والدین اور اساتذہ بچوں کے آن لائن معمولات پر نظر رکھیں اور ان کی رہنمائی کریں۔

---

[7] (الحجرات:6)

[8] (مسلم، حدیث: 5)

3 . مذہبی طبقات کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی تضادات

دین کے نمائندہ سمجھے جانے والے افراد کی عملی کمزوریاں اور تضادات الحاد کے پھیلاؤ کا ایک بڑا سبب ہیں۔ جب نوجوان یہ دیکھتے ہیں کہ دین کی تبلیغ کرنے والے افراد خود دین کے بنیادی اصولوں پر عمل نہیں کرتے، تو ان کے دل میں دین کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اگر یہ دین سچا ہوتا تو اس کے ماننے والے سب سے زیادہ باکردار اور سچے لوگ ہوتے۔

قرآن نے ایسے رویوں پر سخت وعید سنائی:

كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ[9]

"اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرتے ہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ [10]

"قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اس کا علم فائدہ نہ دے۔"

یہ حقیقت ہے کہ ایسے تضادات نوجوانوں کے دلوں میں دین کے خلاف نفرت پیدا کر دیتے ہیں۔ الحادی تحریکیں ان کمزوریوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ دین کے نمائندے منافق اور بے عمل ہیں، لہٰذا دین بھی ناقابلِ اعتبار ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے مفتاح دار السعادۃ میں لکھا کہ دین کے خلاف سب سے بڑی دلیل مسلمانوں کے غلط رویے اور بے عملی ہیں، نہ کہ دین کی تعلیمات۔[11]

اصلاح کا راستہ یہ ہے کہ دینی نمائندے سب سے پہلے اپنی اصلاح کریں، دین کو اپنی ذات میں عملی طور پر پیش کریں، اور عوام کو یہ احساس دلائیں کہ دین کی حقانیت افراد کی کمزوریوں سے متاثر نہیں ہوتی۔

4 . مغربی فلسفیانہ تحریکات کا اثر

مغربی دنیا میں اٹھنے والی مختلف فلسفیانہ تحریکات نے الحاد کو جنم دینے میں بڑا کردار ادا کیا۔ نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور صنعتی انقلاب کے بعد یورپ میں مذہب اور سائنسی ترقی کے درمیان تصادم نے ایسی فضا پیدا کی جس میں مذہب کو پس پشت ڈال کر عقل و مادیت کو اصل معیار قرار دیا گیا۔ فلسفیوں جیسے ڈیکارٹ، کانٹ، ہیوم اور نطشے نے ایسی بنیادیں فراہم کیں جن سے الحادی فکر پروان چڑھی۔

یہ اثرات آج مسلم معاشروں تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ نوجوان طبقہ جب مغربی فلسفے کو بغیر کسی علمی اور دینی پس منظر کے پڑھتا ہے تو ان افکار کو جدیدیت اور ترقی کی علامت سمجھ لیتا ہے اور مذہب کو دقیانوسی قرار دے دیتا ہے۔

قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ[12]

"ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ زندگی تو بس یہی دنیا کی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔"

یہ آیت دہریت کی جڑوں کو واضح کرتی ہے کہ وہ محض مادی اسباب کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور ماورائی حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔

---

[9](الصف:3)

[10](الطبرانی، المعجم الأوسط:4428)

[11](مفتاح دار السعادۃ، ج1، ص305)۔

[12](الجاثیہ:24)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عِلْمِهِ مَا عَمِلَ فِيهِ[13]

"قیامت کے دن بندے کے قدم ہلیں گے نہیں جب تک اس سے اس کے علم کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے کہ اس نے اس پر کتنا عمل کیا۔"

یہ حدیث یہ وضاحت کرتی ہے کہ عقل اور علم کو وحی کے تابع رکھنا ہی نجات کا راستہ ہے۔

امام شاطبیؒ نے الاعتصام میں لکھا ہے کہ جب انسان وحی سے بے نیاز ہو کر عقل کو اصل معیار بنالیتا ہے تو وہ ضرور گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ عقل محدود اور ناقص ہے۔[14]

5. والدین اور اساتذہ کی عدم توجہ

گھر اور تعلیمی ادارے تربیت کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اگر والدین اور اساتذہ بچوں کی فکری، اخلاقی اور دینی تربیت سے غافل رہیں تو نوجوان مختلف بیرونی اثرات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ الحادی تحریکیں ایسے ذہنوں کو آسانی سے متاثر کر لیتی ہیں جو خالی ہوں اور جن میں دین کی مضبوط جڑیں نہ ہوں۔

قرآن نے والدین کو ذمہ داری سونپی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[15]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ بچوں کی تربیت والدین کی اولین ذمہ داری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ [16]

"تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں والدین کو نصیحت کی کہ وہ بچوں کو شروع ہی سے دینی تعلیم اور نیک صحبت فراہم کریں، ورنہ وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ [17]

6. دینی تعلیم کا فقدان

مسلمان معاشروں میں جدیدیت کی دوڑ نے دینی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ جب نوجوان قرآن، حدیث اور سیرتِ نبوی ﷺ سے ناواقف رہتے ہیں تو الحادی دلائل ان کے ذہن کو آسانی سے متاثر کر لیتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے:

---

[13](ترمذی، حدیث:2416)

[14](الاعتصام، ج1، ص54)

[15](التحریم:6)

[16](بخاری، حدیث:893)

[17](احیاء علوم الدین، ج3، ص72)

وَمَن اَعْرِضْ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا[18]

"جو کوئی میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے زندگی تنگ کردی جائے گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[19]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

یہ حدیث ایک اٹل حقیقت واضح کرتی ہے کہ علم کا حصول محض ایک فضیلت نہیں، بلکہ ہر مسلمان کے لیے لازمی ذمہ داری ہے۔ یہاں علم سے مراد سب سے پہلے دین کا علم ہے، کیونکہ دینی علم ہی انسان کے عقیدے کو مضبوط کرتا، عبادات کو درست بناتا اور زندگی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالتا ہے۔ دنیاوی علوم کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن جب دین کا علم پس پشت ڈال دیا جائے تو فکری واخلاقی گمراہی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور یہی وہ زوال ہے جو آج ہمارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔

دینی تعلیم کا فقدان اور الحاد کا بڑھتا ہوا طوفان

آج ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں مادی ترقی کے باوجود روحانی وفکری خلا بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں بھی مختلف سرویز یہ بتاتے ہیں کہ تقریباً صرف دو فیصد لوگ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار اس تلخ حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن کو محض برکت کے لیے گھروں میں رکھنے کی چیز بنا دیا ہے، اس کو سمجھنا اور اپنی زندگی میں نافذ کرنا ہماری ترجیحات سے نکل چکا ہے۔

ہم اپنی یادداشت میں دنیاوی نصاب، فارمولے، کاروباری ہنر، اور مختلف زبانیں محفوظ کر لیتے ہیں، لیکن وہ کتاب جو ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے، اس کو ہم نے اپنی زندگی سے نکال دیا ہے۔ اس دوری نے ہمارے عقائد کو کمزور کر دیا ہے، اور یہی کمزوری الحادی نظریات کو جڑ پکڑنے کا موقع دیتی ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس بحران کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس صورتحال کو یوں بیان فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى[20]

"اور جو میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے، اس کے لیے تنگ زندگی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ دین سے دوری صرف آخرت کی تباہی کا سبب نہیں، بلکہ دنیا میں بھی ذلت، ذہنی بے چینی اور انتشار کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہی کیفیت آج ہمارے معاشرے میں ہے: ذہنی خلفشار، نظریاتی انتشار اور الحادی سوچ کا غلبہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا:

"[21]مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"

"جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔"

---

[18](طٰہٰ:124)

[19](ابن ماجہ، حدیث:224)

[20]سورۃ طٰہٰ:124(

[21] صحیح بخاری، حدیث 71

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ دین کی سمجھ اللہ کی طرف سے خیر کا سب سے بڑا انعام ہے۔ جس معاشرے میں یہ خیر ختم ہو جائے، وہاں شر اور گمراہی اپنا زور پکڑ لیتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں الحادی افکار اور اخلاقی بگاڑ عام ہوتے جا رہے ہیں۔

دینی تعلیم کی کمی کے نقصانات

۱۔ عقائد میں کمزوری

دینی تعلیم کے فقدان نے عقائد کو اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ نوجوانوں کو بنیادی ایمانیات جیسے توحید، رسالت اور آخرت کا درست علم ہی نہیں۔ جب ایمان کمزور ہوتا ہے، تو مغرب کے شکوک اور الحادی پروپیگنڈا دلوں میں آسانی سے گھر کر لیتا ہے۔

۲۔ معاشرتی و اخلاقی زوال

دینی شعور کے بغیر معاشرتی معاملات بگڑ گئے ہیں۔ سود، رشوت، جھوٹ، دھوکہ دہی، اور بے حیائی عام ہو چکی ہیں کیونکہ ہمیں حلال اور حرام کی تمیز ہی نہیں رہی۔ یہ وہ خلا ہے جو صرف دین کی تعلیم سے پر ہو سکتا ہے۔

۳۔ قومی ذلت اور زوال

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"[22]إذا تبايعتم بالعينة، وأخذتم أذناب البقر، ورضيتم بالزرع، وتركتم الجهاد، سلّط الله عليكم ذلاً لا ينزعه حتى ترجعوا إلى دينكم"

"جب تم سودی لین دین میں مبتلا ہو جاؤ، کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ اور دین کو چھوڑ دو تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دیتا ہے اور یہ ذلت اس وقت تک نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹ آتے۔"

یہ حدیث ہمارے معاشرتی حالات کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔ ہم نے دین کو زندگی سے الگ کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دنیاوی اعتبار سے بھی پست اور ذلیل ہو گئے۔

دین کی تعلیم کو مشکل سمجھنا ایک غلط فہمی

اکثر لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ قرآن یا دین کا علم مشکل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ[23]"

"(اور بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے، تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟"

اصل مشکل قرآن کا علم حاصل کرنا نہیں بلکہ ہماری ترجیحات کا بگڑ جانا ہے۔ ہم دنیاوی علوم اور مہارتوں کو وقت دیتے ہیں لیکن دین کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور یہی غفلت الحاد کو بڑھا رہی ہے۔

حل اور راستہ

- گھروں، مدارس اور عصری تعلیمی اداروں میں دین کی تعلیم کو لازم کیا جائے۔
- قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کو عام کیا جائے۔
- نوجوانوں کو دین سے جوڑنے کے لیے عصری انداز میں تعلیم و تربیت فراہم کی جائے۔
- علما اور دینی طبقات عملی نمونہ بنیں تاکہ لوگ دین کی طرف راغب ہوں۔

---

[22] سنن ابو داؤد، حدیث 3462

[23] سورۃ القمر: 17

نتیجہ

حدیث "طلب العلم فریضة" ایک عالمی پیغام ہے کہ دین کا علم ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اس علم سے دوری صرف فکری زوال ہی نہیں بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور روحانی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ جتنا ہم قرآن اور سنت سے دور ہوں گے، اتنا ہی الحاد ہمارے دل و دماغ میں جڑ پکڑتا جائے گا۔ لیکن جب ہم دین کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالیں گے تو نہ صرف ہمارے عقائد مضبوط ہوں گے بلکہ ہم عزت اور استحکام کی راہ پر بھی گامزن ہو جائیں گے۔

قرآن ہر اعتراض کا جواب رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا [24]

"یہ لوگ آپ کے پاس کوئی مثال یا اعتراض نہیں لاتے مگر ہم اس کے جواب میں آپ کے پاس حق اور بہترین تشریح لے آتے ہیں۔"

یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ دینِ اسلام اور قرآن پر اٹھنے والے ہر اعتراض کا بہترین اور جامع جواب قرآن میں موجود ہے۔ چاہے اعتراض عقائد پر ہو، شریعت پر ہو یا اخلاقیات پر قرآن ان سب کا مدلل حل پیش کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے چودہ سو سالہ علمی ذخیرے میں آپ کو ہر دور کے چیلنجز کا جواب ملے گا، کیونکہ علماء نے قرآن و سنت سے رہنمائی لے کر ہر نئے مسئلے کا حل نکالا۔

قرآن میں ہر چیز کا علاج موجود ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ[25]

اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو اس واضح کتاب میں موجود نہ ہو۔

یعنی قرآن زندگی کے ہر پہلو میں ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن یہ نہیں کہتا کہ وہ سائنس کی ہر جزئی تفصیل دے گا، بلکہ قرآن اصول اور ہدایت دیتا ہے، جن کی بنیاد پر ہر دور کے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ چاہے وہ عقیدے کے شبہات ہوں، اخلاقی مسائل ہوں، یا معاشرتی و معاشی چیلنجز —قرآن ہر ایک کے لیے راہِ ہدایت مہیا کرتا ہے۔

قرآن سے دوری، گمراہی کا سبب

جب ہم قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے دور ہو جاتے ہیں، تو دل میں خلا پیدا ہو جاتا ہے، اور یہی خلا الحادی نظریات اور دنیاوی وساوس سے پُر ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر ہم قرآن کو صحیح معنوں میں پڑھیں، سمجھیں اور یاد کریں تو یہ کتاب انسان کو راہِ ہدایت پر قائم رکھتی ہے۔ اور اگر اللہ کی تقدیر میں گمراہی نہ لکھی ہو، تو پھر کوئی فلسفہ، کوئی نظریہ اور کوئی طاقت اسے گمراہ نہیں کر سکتی، کیونکہ قرآن دل کو سکون، عقل کو دلیل، اور روح کو ہدایت فراہم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

---

[24] سورۃ الفرقان:33

[25] سورۃ الانعام:59

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ[26]

"یقیناً یہ قرآن اس راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے۔"

عملی مثال

ہر دور میں اسلام مخالف تحریکیں اٹھتی رہیں:

- کبھی دہریت کے نام پر،
- کبھی فلسفے اور عقل کے غلو کے نام پر،
- اور آج سائنسی ترقی اور سوشل میڈیا کے پروپیگنڈے کے ذریعے۔

لیکن ہر بار قرآن نے اپنے دلائل اور ہدایت کی روشنی سے ان اعتراضات کو رد کیا، اور جن لوگوں نے قرآن کو مضبوطی سے تھاما، وہ نہ صرف خود محفوظ رہے بلکہ دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بھی بنے۔

ہماری موجودہ حالت

بدقسمتی سے آج ہم قرآن کو صرف برکت کے لیے پڑھتے ہیں، مگر سمجھنے اور عمل کرنے سے غافل ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مغربی نظریات ہمارے نوجوانوں کو متاثر کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس قرآن کی دلیل اور روشنی موجود نہیں ہوتی۔

نتیجہ اور نصیحت

قرآن صرف ایک مذہبی کتاب نہیں بلکہ زندگی کا دستور ہے۔

قرآن میں ہر اعتراض، ہر سوال اور ہر مشکل کا حل موجود ہے۔

اگر ہم نے قرآن کو سمجھ کر پڑھا اور اس کی تعلیم کو عام کیا، تو نہ صرف ہماری ذاتی زندگی سنورے گی بلکہ معاشرتی اور فکری مسائل کا بھی حل نکل آئے گا۔

اور یاد رکھیں، جس کے دل میں قرآن کی روشنی ہو گی اور جس کی تقدیر میں ہدایت لکھی ہو، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

7. دینی دلائل کو نہ سمجھنا

کئی نوجوان دین کے دلائل کو درست طریقے سے نہیں سمجھ پاتے۔ جب وہ کسی سوال یا اعتراض کا جواب علماء سے نہیں پاتے تو الحادی مواد کو زیادہ سائنسی اور منطقی سمجھ لیتے ہیں۔

قرآن نے فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ [27]

"کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟"

امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ تدبر اور فہم کے بغیر دین کا صحیح ادراک ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دینی تعلیم میں گہرائی پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ نوجوان اپنی فکری بنیاد مضبوط کر سکیں۔

8. مادیّت پرستی کا غلبہ

---

[26] سورۃ الاسراء:9

[27] (محمد:24)

موجودہ دور میں مادی ترقی کو کامیابی کی معراج سمجھا جانے لگا ہے۔ جب انسان دنیاوی کامیابی کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے تو آخرت اور مذہب اس کے لیے غیر اہم ہو جاتے ہیں، اور یہی الحاد کی بنیاد ہے۔

قرآن نے فرمایا:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ[28]

ترجمہ: زیادہ کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا[29]

"اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا۔"

9. مغربی ثقافت کی یلغار

میڈیا اور تعلیمی نظام کے ذریعے مغربی ثقافت مسلمانوں کے گھروں تک پہنچ چکی ہے۔ یہ ثقافت مذہب سے بیزار اور آزادی کے نام پر الحاد کو فروغ دیتی ہے۔

قرآن نے فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ[30]

"شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔"

10. اسلامی فکر کا کمزور دفاع

کئی علماء اور دینی ادارے جدید سوالات اور الحادی اعتراضات کا مؤثر جواب دینے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ خلا الحادی تحریکوں نے بھر دیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا:

"باطل کو ختم کرنے کے لیے حق کو قوت اور وضاحت کے ساتھ پیش کرنا ضروری ہے"[31]

11. علمی و فکری کمزوری

نوجوان نسل میں تحقیق، مطالعہ اور گہرائی کے ساتھ سوچنے کا رواج کم ہو گیا ہے۔ وہ جلد بازی اور سطحی معلومات پر اکتفا کرتے ہیں۔ جب وہ سوشل میڈیا یا غیر معتبر ذرائع سے الحادی دلائل سنتے ہیں تو ان پر فوراً یقین کر لیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس مضبوط فکری بنیاد نہیں ہوتی۔

قرآن میں فرمایا گیا:

فَبَشِّرْ عِبَادِ * الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ[32]

"خوش خبری دے میرے اُن بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور پھر اُس میں سے بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں۔"

[28] (التکاثر:1)

[29] (بخاری، حدیث:6439)

[30] (البقرہ: 168)

[31] (الجواب الصحیح، ج1، ص45)

[32] (الزمر:17-18)

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں کہا کہ سطحی علم انسان کو شکوک میں مبتلا کر دیتا ہے جبکہ گہری فکر انسان کو حق پر قائم رکھتی ہے۔[33]

12. اخلاقی انحراف

جب معاشرے میں جھوٹ، بے حیائی، سود، بد دیانتی اور دیگر اخلاقی برائیاں عام ہو جائیں تو دل نورِ ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ ایسا دل آسانی سے الحادی افکار کو قبول کر لیتا ہے کیونکہ وہ سچائی اور خیر سے دور ہو جاتا ہے۔

قرآن میں آیا ہے: بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[34]

ترجمہ: بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ[35]

"جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔"

13. علمی مغالطے اور غلط ترجمانیاں

بعض اوقات نوجوان جدید سائنسی نظریات کو اس طرح سمجھتے ہیں جیسے وہ دین کی تردید کر رہے ہوں، حالانکہ سائنسی حقائق اور وحی میں کوئی تضاد نہیں۔ لیکن غلط فہمیاں اور ناقص ترجمانی انہیں گمراہ کر دیتی ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ[36]

"ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں اور ان کے اپنے اندر دکھائیں گے۔"

14. مذہبی طبقے کا غلط رویہ

بعض اوقات علماء یا مذہبی نمائندے نوجوانوں کے سوالات کو سنجیدگی سے نہیں لیتے یا ان کے ساتھ سختی اور تحقیر سے پیش آتے ہیں۔ اس رویے سے نوجوان دین سے دور اور الحاد کے قریب ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا[37]

"لوگوں کو خوش خبری دو، متنفر نہ کرو، آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو۔"

15. لادینی نظامِ تعلیم

مسلمان معاشروں میں رائج تعلیمی نظام مغربی فلسفہ اور افکار پر مبنی ہے۔ اس میں دین کی اہمیت کو کم یا بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً نوجوان عقل اور سائنس کو تو جانتے ہیں مگر وحی اور ایمان سے ناواقف رہتے ہیں۔

---

[33] (ج1، ص120)

[34] (المطففین: 14)

[35] (ترمذی، حدیث: 3334)

[36] (فصلت: 53)

[37] (بخاری، حدیث: 69)

قرآن کہتا ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ[38]

"جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش کرے گا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔"

16 . منفی صحبت اور ماحول

دوست اور ماحول انسان کے کردار اور سوچ پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ جب نوجوان ایسے حلقوں میں شامل ہو جاتے ہیں جو دین سے دور یا الحاد سے متاثر ہوں تو وہ بھی آہستہ آہستہ انہی نظریات کو اپنا لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ [39]

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے دیکھو کہ تم کس کو دوست بناتے ہو۔

17 . مغربی میڈیا کا پراپیگنڈہ

ٹی وی، فلمیں، کارٹونز اور دیگر ذرائع ابلاغ میں الحادی اور لادینی سوچ کو باریک انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ نوجوان جب مسلسل اس مواد کو دیکھتے ہیں تو وہ دین کو دقیانوسی اور الحاد کو روشن خیالی سمجھنے لگتے ہیں۔

قرآن نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا[40]

"شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔"

18 . فوری نتائج کی خواہش

آج کے نوجوان فوری کامیابی اور جلدی فوائد چاہتے ہیں۔ وہ دین کو صبر اور امتحان کا راستہ سمجھ کر مشکل جانتے ہیں اور آسان راستے یعنی الحاد کو اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن نے فرمایا:

وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا [41]

"اور انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔"

19 . مایوسی اور ناامیدی

زندگی کے مسائل، ناکامیاں اور پریشانیاں بعض نوجوانوں کو مایوس کر دیتی ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر خدا موجود ہے تو ان کے مسائل کیوں حل نہیں ہو رہے، اور نتیجتاً وہ الحاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا:

وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ [42]

---

[38](آل عمران:85)

[39](ابوداؤد، حدیث:4833)

[40](فاطر:6)

[41](الإسراء:11)

[42](یوسف:87)

"اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ[43]

"جب مانگو تو اللہ سے مانگو، اور جب مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔"

20. روحانی تربیت کا فقدان

روحانی تربیت اور ذکر و عبادت سے دوری نے بھی الحاد کے دروازے کھول دیے ہیں۔ دل جب اللہ کے ذکر سے خالی ہو جاتا ہے تو دنیا کی محبت اور شکوک اس میں جگہ بنا لیتے ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ [44]

"یقیناً اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا:

"دل اگر اللہ کے ذکر سے آباد نہ ہوں تو وہ وساوس اور شکوک کا شکار ہو جاتے ہیں"۔ [45]

خلاصہ

یہ مقالہ "الحاد" کے موضوع پر ہے جس میں اس کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم، تاریخی پس منظر، اقسام، اسباب اور علاج کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ لغوی اعتبار سے الحاد کا مطلب ہے سیدھی راہ سے ہٹ جانا یا انحراف کرنا، جبکہ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجود، دینِ اسلام اور بنیادی عقائد کا انکار ہے۔

تاریخی مطالعہ بتاتا ہے کہ اگرچہ الحاد قدیم ادوار میں مختلف معاشروں میں موجود رہا، لیکن کبھی بھی غالب فکر نہیں بن سکا۔ جدید دور میں مغربی فلسفے، سائنسی مادہ پرستی اور ہیومنزم نے الحاد کو تقویت بخشی۔ چارلس ڈارون کے نظریۂ ارتقاء نے اس فکر کو منظم شکل دی، جبکہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے پھیلاؤ نے الحادی نظریات کو عالمی سطح پر تیزی سے عام کر دیا۔

مقالے میں الحاد کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں، جیسے علمی الحاد (عقل و سائنس کے غلط استعمال کی وجہ سے)، نفسانی الحاد (خواہشات کی پیروی کی بنا پر)، خالص الحاد، نامیاتی الحاد اور عملی الحاد۔ اس کے علاوہ الحاد کے کئی اسباب بھی زیرِ بحث آئے ہیں، مثلاً:

- سائنسی ترقی کی غلط تعبیر
- سوشل میڈیا پر گمراہ کن مواد
- مذہبی طبقات کی کمزوریاں
- مغربی فلسفے اور ثقافت کا اثر
- دینی تعلیم اور تربیت کا فقدان

---

[43] (ترمذی، حدیث: 2516)

[44] (الرعد: 28)

[45] (الزھد الکبیر، ص45)

مقالے میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ الحاد کے رد کے لیے صرف علمی و عقلی دلائل کافی نہیں، بلکہ روحانی اصلاح، اخلاقی تربیت، والدین واساتذہ کی ذمہ داریاں، اور نوجوانوں کی درست فکری رہنمائی بھی لازمی ہے۔ قرآن وسنت میں ہر اعتراض کا مدلل جواب موجود ہے، بشرطیکہ ان کو صحیح سیاق وسباق میں سمجھا جائے۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ الحاد دراصل دین سے دوری، حق سے انحراف اور خواہشات کی پیروی کا نام ہے۔ اس کا مؤثر علاج قرآن کی تعلیم، دین کی سمجھ، اخلاقی اصلاح اور جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال میں ہے۔ اگر مسلمان قرآن وسنت کو اپنی زندگی میں نافذ کریں تو الحاد کا فتنہ زائل ہو سکتا ہے اور معاشرہ فکری وروحانی طور پر مضبوط ہو سکتا ہے۔